ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

مغرب کے اُردو لغت نگار: تحقیقی مطالعہ

Urdu Lexicographers of the West: A Research Study

محمد صفدر رشید

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

Abstract:

It seems strange that it is not the local population of a country that first pays heed to lexicography but the 'other' people, because they were bound to prepare lexicons to understand the language and culture of the inhabitants. The same happened in the Subcontinent. In the present article a review of the Urdu lexicographers of the West has been taken and their contribution in this regard has been analyzed.

Key Words: Urdu Lexicography, Urdu Grammar, Western, Gilchrist, Subcontinent

جب دو قوموں کے کسی بھی سطح پر روابط قائم ہوتے ہیں تو تمام شعبہ ہائے زندگی ان تعلقات کے اثرات سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے اور ان تعلقات کے اثرات زبان پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ثبت ہو جاتے ہیں۔ اہلِ یورپ کو ہندوستان میں قواعد اور لغت سازی کے میدان میں کافی دقت ہوئی، لامحالہ اُنھوں نے اس کی طرف بھرپور توجہ دی۔ انگریز جب ہندوستان آیا تو اسے بہت جلد احساس ہو گیا کہ طویل اقتدار کے لیے مقامی لوگوں کی زبان اور ثقافت کی تفہیم ناگزیر ہے۔ اس طرح سیاسی اور انتظامی کنٹرول کے لیے اردو\ہندوستانی کا انتخاب کیا گیا کیونکہ یہی مقبول عام زبان بن رہی تھی۔ سوال یہ ہے کہ آخر ہمارے بزرگوں نے اپنی زبانوں کے قواعد اور لغت سازی توجہ کیوں نہیں دی اور اہل یورپ کو یہ بیڑا کیوں اٹھانا پڑا۔ اس بات کو ایک عالم گیر سچائی کا درجہ حاصل ہے کہ کسی بھی زبان کی لغت پر اول اول غیر اقوام زیادہ باریک بینی سے توجہ دیتی ہیں، اس ضمن میں محمد اکرام چغتائی کی بھی یہی رائے ہے کہ اکثر زبانوں کی لغات مرتب کرنے کا زیادہ تر کام کسی دوسری قوم نے شروع کیا اور بعض اوقات تو اسے پایہ تکمیل کو پہنچانے والے بھی وہی تھے۔ اس کا بڑا سبب یہی ہے کہ اس زبان کے بولنے والوں کو اس کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی۔ برصغیر میں بھی اردو قواعد نویسی اور لغت نگاری یہی واقعہ ہوا۔(۱)

اسی لیے گل کرسٹ کے کسی ہندوستانی لغت کے بارے میں پوچھنے پر لوگوں کو تعجب ہوا کہ کسی کو اپنی زبان سیکھنے کی ضرورت کیونکر ہو سکتی ہے۔ گِل کرسٹ سے پہلے چند لوگ اس میدان میں اتر چکے تھے اور انہوں نے اپنے طور پر تھوڑا بہت کام کیا تھا۔ لیکن گل کرسٹ اتنا اہم نام ہے کہ ہم اس ضمن میں دو ادوار بنا سکتے ہیں: قبل از گل کرسٹ اور بعد از گل کرسٹ۔ گل کرسٹ نے سمت بندی کر دی اور اس کے بعد ایک سے بڑھ کر ایک آدمی اس میدان میں اترا۔

ذیل میں مغرب کے اردو لغت نگاروں اور ان کے کام کا مختصر تعارف اور جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

کورج (Quaritch)

گریرسن کی "لنگوسٹک سروے آف انڈیا" کی جلد نہم میں ہندوستانی زبان کے لغات و قواعد کا جائزہ لیا گیا ہے۔ سب سے پہلی لغت کے متعلق گریرسن مسٹر کورج کی اورینٹل کیٹلاگ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ان کے پاس ایک قلمی نسخہ تھا جو فارسی، ہندوستانی، انگریزی اور پرتگالی الفاظ کے لغات پر مبنی تھا، جسے ۱۶۳۰ء میں سورت کے انگریزی کارخانے میں مرتب کیا گیا تھا۔ یہ فارسی اور رومن حروف میں تھاس، البتہ گریرسن کو یہ لغت نہ مل سکی۔

فرانسسکو ماریا . انکتیل دوپروں

آغا افتخار حسین فرانس کے ببلیوتیک ناسیونال کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ انھوں نے اس کے مشرقی زبانوں کے شعبے میں ایک لغت دیکھی جو چار زبانوں میں لکھی گئی تھی یعنی لاطینی، فرانسیسی ہندی اور اردو۔ اس لغت کی دریافت کا سہرا ابراہم ہائی سنت انکتیل دوپروں کے سر ہے۔ انکتیل کے بارے میں ڈاکٹر درانی لکھتے ہیں کہ اُس نے اپنی کتاب "ہندوستان پر تاریخی اور جغرافیائی تحقیق" میں ہندوستانی زبانوں پر پہلی مرتبہ خالص لسانیاتی نقطۂ نظر سے قلم اٹھایا۔ وہ لکھتا ہے کہ سنسکرت ایک اہم زبان ہے لیکن یہ اب

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

مر چکی ہے۔ اور ہندوستانی واحد زبان ہے جو شمالی ہند سے خلیج بنگال تک اور پورے جنوبی ہندوستان میں بولی جاتی ہے اور یہ ناگری اور فارسی رسم الخط میں لکھی جاتی ہے۔ حالانکہ اُس کے دور میں فارسی کا عروج تھا لیکن اُس کی دور بین نگاہوں نے اُردو کے تابناک مستقبل کو پہچان رہی تھیں۔

اس لغت کے مخطوطے کے شروع میں ایک نوٹ ہے جس پر پیرس، ۱۰ مارچ ۱۷۸٤ء درج ہے۔ اس نوٹ کا خلاصہ آغا صاحب نے اپنے الفاظ میں قلم بند کیا ہے جو پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ انکتیل دوپروں کا انتقال ۱۸۰۵ء ہو گیا اور یوں وہ اپنے ارادوں کی تکمیل نہ کر سکا۔

ہیڈلے

قواعد نویسی کا بڑا ماہر جسے کیٹلر اور شلز سے بھی زیادہ شہرت حاصل ہوئی ہیڈلے تھا۔ اس سے برطانوی مستشرقین کے اس سلسلے کا آغاز ہوتا ہے جنھوں نے اردو زبان و ادب میں گراں قدر علمی سرمایہ چھوڑا ہے۔ ہیڈلے کو بجا طور پر برطانوی مستشرقین کا باوا آدم قرار دیا جاتا ہے اس نے سنجیدہ علمی تحقیق کی جو داغ بیل ڈالی وہ آئندہ آنے والوں کے لیے رہنمائی کا باعث ہوئی۔

اس نے ۱۷۶۵ء میں ہندوستانی زبان کی صَرف و نحو پر ایک رسالہ لکھا۔ یہ رسالہ بہت مقبول ہوا۔ ہیڈلے کے حالات زندگی کے بارے میں صرف اتنا ہی معلوم ہے کہ ۱۷۶۳ء میں وہ بنگال آرمی میں داخل ہوا۔ ۱۷۶۶ء میں وہ کپتان ہو گیا۔ ۲ نومبر ۱۷۷۱ء کو اس نے ملازمت سے سبکدوشی کے لیے درخواست دے دی۔

گل کرسٹ کی لغت کی اشاعت (۱۷۹۰) کے بعد ہیڈلے کی لغت کا جو ایڈیشن ۱۷۹۷ء میں شائع ہوا تھا، اس میں ہیڈلے نے اس کے لغت سے کچھ الفاظ اور ان کے معنی "چرا کر" شامل کر لیے تھے اور صرف دو جگہ گل کرسٹ کے لغت کا حوالہ دیا تھا۔ یقیناً یہ بیان صحیح ہو گا اور ہیڈلے نے گل کرسٹ کے لغت سے استفادہ کیا ہو گا۔ لیکن اس بات پر گل کرسٹ نے اپنا ردِ عمل جس طرح ظاہر کیا وہ کسی طرح بھی اس کے شایانِ شان نہیں تھا۔

مرزا محمد فطرت لکھنوی

ہیڈلے کے لغت کا جو ایڈیشن اس کی وفات کے بعد ۱۸۰۲ء شائع ہوا تھا، وہ اس لحاظ سے بھی اہمیت رکھتا ہے کہ ایک ہندوستانی مرزا محمد فطرت لکھنوی نے اس کی نہ صرف تصحیح بلکہ اس میں اضافہ بھی کیا تھا۔ ہیڈلے کی طرح مرزا فطرت لکھنوی کے حالات کے بارے میں کوئی خاص معلومات دستیاب نہیں۔

اوساں (Aussant)

ڈاکٹر آغا افتخار حسین لکھتے ہیں کہ ببلیوتک ناسیونال میں انہوں نے اردو مخطوطات میں ایک فرانسیسی -- اردو لغت دیکھی جسے بنگال کے شاہی مترجم اوساں (Aussant) نے ۱۷۸٤ء میں مرتب کیا تھا۔ اس لغت کے شروع میں ایک طویل نوٹ ہے جس کی تلخیص آغا صاحب نے یوں کی:

"...اردو زبان پر جو اعتراضات کیے جا رہے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس زبان میں قواعد کے اصول متعین کیے جانے کی صلاحیت نہیں ہے اور یہ کہ اردو زبان فارسی زبان سے اس قدر منسلک ہے کہ اسے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ خیال بالکل غلط ہے۔ اردو زبان میں قواعد کے اصول متعین کیے جانے کی پوری پوری صلاحیت ہے، اور اگر کوئی شخص اردو اور فارسی کی زبانیں سیکھنا چاہے تو بہتر ہو گا کہ وہ اردو قواعد سے ابتدا کرے۔ اس اعتراض میں بھی کوئی جان نہیں کہ اردو میں فارسی کے الفاظ کی بہتات ہے اس لیے اردو سیکھنے کی ضرورت نہیں، صرف فارسی کافی ہے۔"(2)

ہنری ہیرس (Henry Harris)

ہنری ہیرس کی "A Dictionary of English and Hindustani" جو ۱۷۹۰ء میں شائع ہوئی کو اردو کا پہلا مکمل لغت کہا گیا ہے۔ یہ ایک جامع حوالہ جاتی کتاب ہے۔ اس لغت سے پتہ چلتا ہے کہ مرتب کو ہندوستانی زبان سے کافی شناسائی تھی۔ گل کرسٹ نے اس کا اعتراف کیا ہے کہ اس نے اس لغت سے کچھ منتخب الفاظ اخذ کر کے اپنے ضمیمے میں شامل کیے ہیں۔ اس لغت میں دکنی الفاظ خاص طور پر شامل کیے گئے ہیں۔ ڈاکٹر عطش درانی اس لغت کی خصوصیات کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ہنری ہیرس نے اس وقت کے لحاظ سے فن تدوین کے اعلیٰ معیارات کو سامنے رکھا۔ اگرچہ صفحات کو نمبر شمار نہیں دیا گیا مگر ہر صفحے میں دو کالم بنائے گئے۔ کتاب ۲۰۵۲ کالموں یعنی ۱۰۲۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ اشاریہ کے ۱۵۸ صفحات اس کے علاوہ ہیں۔ آخر میں اغلاط نامہ بھی ہے لفاظ کے مآخذ کو درج کر دیا گیا ہے سنسکرت کے الفاظ کو دیوناگری رسم الخط برتا گیا ہے۔ دیگر

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

خصوصیات جدید لغات کی ہیں مثلاً تذکیر و تانیث، واحد جمع وغیرہ کی نشاندہی کی گئی ہے۔(3)اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جارج ہیرس انگلستان میں لغت سازی کے میدان میں ہونے والی پیش رفت سے پوری طرح آگاہ تھا۔

ڈاکٹر جان گل کرسٹ

اٹھارویں صدی کے آخر اور انیسویں صدی کے شروع میں جن لوگوں نے ہماری ادبی و لسانی تاریخ میں انمٹ نقوش چھوڑے ہیں اُن میں گل کرسٹ کا نام سرِفہرست ہے۔ اس نے اردو/ہندی/ہندوستانی زبان کے قواعد اور لغت کو مدوّن کر کے ایک اہم خدمت انجام دی۔ اس کے علاوہ اردو اور ہندی کی جو کتابیں گل کرسٹ کی نگرانی میں فورٹ ولیم کالج میں تصنیف یا تالیف کی گئیں، ان کتابوں سے ہندوستانی نثر میں ایک نئے دور کا آغاز ہوتا ہے۔ خود گل کرسٹ کا کام معیار اور مقدار کے لحاظ سے اتنا وقیع ہے جو کسی بھی مصنف کے لیے قابلِ فخر بات ہے۔ گِل کرسٹ کی اہمیت کے پیشِ نظر اُسے قدرے تفصیل سے پیش کیا جارہا ہے۔ گل کرسٹ کے سلسے میں زیادہ تر عتیق صدیقی پر انحصار کیا گیا ہے۔

ہندوستان کی سرزمین پر قدم رکھتے ہی یہاں کی بولیوں اور زبانوں کی لطافت اور ان کی وسعت نے گل کرسٹ کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ اسی حقیقت کا اعتراف اس نے اپنی کتاب "ضمیمہ (Appendix) "میں کیا ہے۔

گل کرسٹ نے قیام فتح گڑھ کے زمانے میں ہندوستانی زبان پر کافی دسترس حاصل کر لی تھی اور وہ اس قابل ہو گیا تھا کہ اس زبان کے قواعد و لغت ترتیب دے سکیں۔ ایک سال کی چھٹی لے کر، گل کرسٹ شمالی ہند میں ہندوستانی زبان کے مشہور مراکز کی سیاحت کو نکل کھڑا ہوا۔ فیض آباد میں گل کرسٹ نے ہندوستانیوں کی معاشرت اختیار کر لی تھیں، ہندوستانی لباس کے ساتھ ساتھ اس نے داڑھی بھی بڑھالی تھی۔ فیض آباد میں ہی گل کرسٹ کو اپنے کام کی وسعت اور راہ میں مشکلات کا اندازہ ہوا، یہیں انھوں نے ہندوستانی زبان کے قواعد اور لغت کے بارے میں معلوم کیا تو لوگوں نے حیرت کا اظہار کیا کہ کیا اپنی زبان کے قواعد بھی سیکھے جاتے ہیں۔ گل کرسٹ کے اصرار پر لوگوں نے یاد کر کے خالق باری کو ان کے سامنے پیش کیا۔ یہ حقیقت ہے کہ اس وقت تک اہلِ زبان میں سے کسی نے اس زبان کے قواعد مرتب نہیں کیے تھے۔

سورت سے فتح گڑھ تک کے سفر میں گل کرسٹ کو ہندوستانی زبان کی ہمہ گیری کا ثبوت ملا اور انھوں نے اس زبان پر کتاب لکھنے کی تجویز پر سنجیدگی سے غور کرنا شروع کر دیا۔ گل کرسٹ خود لکھتا ہے کہ جس گاؤں اور شہر سے اس کا گزر ہوا، وہاں اس زبان کی مقبولیت تھی جو وہ سیکھ رہا تھا۔ وہاں اسے بہت سی ایسی شہادتیں ملیں جن سے اس کے شوق میں اضافہ ہوا۔

لغت اور قواعد کا ضمیمہ

ہندوستانی زبان کے قواعد کی اشاعت کے دو سال بعد ۱۷۹۸ء میں گل کرسٹ کی تیسری کتاب ضمیمہ (Appendix) کے نام سے شائع ہوئی، جو قواعد و لغت کے مقدمے اور ضمیمے پر مشتمل تھی، اور گل کرسٹ کے ہندوستانی لسانیات کے سلسلے کی آخری کتاب تھی۔

انگریزی ہندوستانی لغت

ہندوستانی لسانیات پر کام کرنے کا جو وسیع خاکہ اس کے ذہن میں تھا، اس سلسلے کی پہلی کڑی اس کا انگریزی ہندوستانی لغت تھا، جس کا پہلا حصہ ۱۷۸۶ء میں اور دوسرا ۱۷۹۰ء میں کلکتے سے شائع ہوا۔

اس لغت میں انگریزی الفاظ کے معنی اردو رسم الخط میں دیے گئے ہیں۔ اس معاملے میں گریرسن کو غلط فہمی ہوئی ہے اور اس نے لکھا ہے کہ معنی رومن رسم الخط میں لکھے گئے ہیں۔ ممکن ہے کہ گریرسن نے وہ ایڈیشن دیکھا ہو جس میں معنی اردو کے بجائے رومن رسم الخط میں لکھے گئے تھے۔

گل کرسٹ کے لغت کا مکمل ایڈیشن ۱۸۱۰ء میں اس کے وطن ایڈن برا سے شائع ہوا۔ اس ایڈیشن کے سرورق پر گل کرسٹ کے ساتھ ساتھ تھامس روبک کا نام بھی نظر آتا ہے، جس نے اس ایڈیشن کی ترتیب میں گل کرسٹ کا ہاتھ بٹایا تھا۔ گل کرسٹ نے ہندوستانی لغت کا بھی ذکر کیا ہے، جو اس کے ہندوستانی لسانیات کے سلسلے کی دوسری کڑی تھی۔

اس لغت کے نئے ایڈیشن کے ساتھ گل کرسٹ نے ہندوستانی زبان کے قواعد پر چونسٹھ صفحات پر مبنی ایک جامع مقدمہ بھی شامل کیا تھا اور لغت کا حصہ تہتر صفحات پر مشتمل تھا۔ انگریزی الفاظ کے ہندوستانی معنی، رومن رسم خط میں لکھے گئے تھے۔ نیز انگریزی کے معنی انگریزی میں بھی درج کیے گئے تھے، مثلاً پہلے دو لفظوں کے معنی اسی طرح درج کئے گئے ہیں:

Behind, rear.(پچھواڑا)Abaft, pichhwara

to desert(ترک کرنا)turk-k(چھوڑنا)Abondon, Chhorna

عتیق صدیقی لغت کے بارے میں لکھتے ہیں:

"ہندوستانی رسم خط اس کتاب میں کسی جگہ استعمال نہیں کیا تھا، اگرچہ اس وقت انگلستان میں فارسی اور دیوناگری رسم خطوں کے ٹائپ کا استعمال شروع ہو چکا تھا۔ الفاظ کے معنیٰ سمجھانے کے لیے اردو اور ہندی اشعار بھی رومن میں درج کیے گئے تھے۔"(4)

حروف ع، ف، یاہ، سے اردو الفاظ کی اصل کی طرف نشان دہی کی گئی ہے۔ اردو مترادفات کے ساتھ انگریزی مترادفات بھی شامل کیے گئے ہیں، جس کے باعث اسے انگریزی، ہندوستانی۔ انگریزی لغت، کہا جاسکتا ہے۔ اصلاح و ترمیم اور اضافے کے بعد یہ لغت "ہندوستانی فلولوجی" کے نام سے دوسری بار ۱۸۱۰ء میں ایڈنبرا سے اور تیسری بار ۱۸۲۵ء میں لندن سے شائع ہوئی۔

خلیل صدیقی "لسانی مباحث" میں شکایت کرتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ اردو متبادل اکٹھے کرنے کے رجحان نے بھی لغت کی صحت کو نقصان پہنچایا ہے۔ بعض غیر معقول اردو متبادل بھی جمع کر دیے ہیں۔ بعض اوقات لفظ اور معنی کے تعین سے متعلق قیاس سے کام لیا گیا ہے مثلاً اس نے "مون سون" کو "موسم" کی بگڑی ہوئی شکل کہا ہے۔ اسی طرح "Masoleum" کے ضمن میں نور جہاں کو شاہ جہاں کی بیوی بنا کر دونوں کو تاج محل میں مدفون کیا ہے۔

اہل یورپ کی اُردو خدمات کا ذکر کرتے ہوئے ہمیں یہ نہیں دیکھنا چاہیے کہ اُن کے درپردہ عزائم کیا تھے۔ اور وہ عزائم کسی سے ڈھکے چھپے ہوئے بھی نہیں۔ تاہم غلام عباس نے اپنے مضمون "گلکرسٹ کی عجیب لغت نگاری" اور ڈاکٹر مسعود ہاشمی نے گل کرسٹ کی سامراجی سوچ کی نشان دہی کی ہے۔ لیکن اس سے گل کرسٹ کے ادبی و لسانی مقام میں کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ اہل زبان و ادب اُسے اپنا مربی تسلیم کرتے ہیں۔ ڈاکٹر مسعود ہاشمی رقمطراز ہیں:

"۔۔۔ بعض الفاظ کی دلچسپ تشریحات سے اس کی کچھ بوالعجبیاں بھی سامنے آتی ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف لغت ہندوستانیوں اور انگریزوں کو دو مختلف خانوں میں رکھ کر قدم قدم پر انگریزوں کو خبردار بھی کرتا جاتا ہے کہ وہ ہندوستانی الفاظ کے استعمال میں احتیاط سے کام لیں ورنہ وہ بھی ہندوستانیوں کی ابلہ فریبیوں کا شکار ہو جائیں گے۔ اس لحاظ سے اس لغت کو اگر "ہدایت نامۂ فرنگ" کہا جائے تو نادرست نہ ہوگا۔ مثال کے طور پر لفظ "Mistress" کے اردو میں معنی صاحبہ، خاتون، بوانی، بی بی، دینے کے بعد لفظ "بی بی" کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ جتنا غلط استعمال اس لفظ کا ہوتا ہے شاید ہی کسی اور لفظ کا ہوتا ہو، یعنی جب ٹکے ٹکے کے آدمی ہمارے سامنے اپنی جورو کا ذکر کرتے ہیں تو اس کے لیے "بی بی" کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور ہماری صبر آزمائی کی انتہا یہ ہے کہ ہم اس لغویت کو برداشت کرتے ہیں بلکہ خود اس کے مضحک تماشے کو ہوا دیتے ہیں۔ خود ہی "سائیس کی بی بی" اور "مشعلچی کی بی بی" استعمال کرتے ہیں۔ مختصر یہ کہ بادشاہ سے لے کر موچی کی جورو تک سب کی سب بیبیوں کا درجہ رکھتی ہیں۔ پھر اس لفظ کے تحت "بی بی صاحب" کا ترجمہ انگریزی میں، لیڈی لارڈ" دے کر یہ لکھا گیا ہے کہ یہ کس قدر مہمل اور بھونڈا اسلوب بیان ہے۔"(5)

مگر حقیقت یہ ہے کہ ان سب اعتراضات کے باوجود گِل کرسٹ کی لغت اس قدر اہم ہے کہ بعد کے تمام یورپی لغت نویسوں نے اس کی پیروی کی۔ اُس نے اپنے آپ کو محض معیاری زبان تک محدود نہیں رکھا بلکہ عام بول چال کی بلکہ غیر معیاری زبان کو بھی پیش نظر رکھا۔ زیادہ سے زیادہ معنی فراہم کیے۔ کہا جاسکتا ہے کہ یہ لغت اپنے میدان میں روشنی کا مینارہ ثابت ہوئی۔

ولیم ہنٹر

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

فورٹ ولیم کالج میں گل کرسٹ کے بعد سب سے زیادہ مشہور آدمی ولیم ہنٹر ہے۔ اس نے ۱۸۰۸ء میں ہندوستانی۔۔ انگریزی لغت لکھی اور فارسی اور اردو کے ضرب الامثال کا مجموعہ بھی ترتیب دیا۔ تعلیم ماریشل کالج اور Aberdeen یونیورسٹی میں حاصل کی۔ ۱۷۸۱ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی ملازمت کے سلسلے میں ہندوستان آیا اور آگرہ ریذیڈنسی کے سرجن رہا۔ فورٹ ولیم کالج میں فارسی اور ہندوستانی کے ممتحن اور سیکرٹری رہے۔

جان شیکسپیئر

اس کی لغت کی محض تاریخی اہمیت ہی نہیں بلکہ اس کی عملی افادیت کسی طرح بھی دوسری لغات سے کم نہیں۔ اردو کی تمام لغات بالواسطہ یا بلاواسطہ شیکسپیئر کی لغت سے متاثر ہوئی ہیں۔ "کتبِ لغت کا تحقیقی ولسانی جائزہ" جلد سوم میں وارث سرہندی نے جان شیکسپیئر کی لغت کا بھرپور جائزہ لیا ہے۔ اس جائزے کا ابتدائی حصہ ذیل میں پیش ہے:

جان شیکسپیئر کی اس لغت کی بنیاد کیپٹن جوزف کی مرتبہ A Dictionary,Hindoostani and English (ہندوستانی اور انگریزی لغت) ہے جو پہلی بار ۱۸۰۸ء میں کلکتے سے شائع ہوئی۔

اگرچہ اس کا بنیادی مواد وہی تھا، جو کیپٹن جوزف ٹیلر اور ڈاکٹر ہنٹر نے جمع کیا تھا، مگر بعد میں ضروری ترمیم واضافہ بلکہ قطع وبرید کے بعد از سر نو مرتب کر کے اسے ۱۸۳۰ء میں شائع کیا گیا۔ لغت کی چند اہم خصوصیات حسب ذیل ہیں:

۱۔ الفاظ اور تلفظ کے معاملے میں اس کا معیار فیلن کی لغت سے یقیناً بہتر ہے۔

۲۔ الفاظ کے درست مآخذ تک پہنچنے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ ڈاکٹر فیلن سے عربی اور فارسی الفاظ کے مآخذ کی تلاش میں کافی سہو ہوئے مگر شیکسپیئر نے اس بات میں بہت احتیاط سے کام لیا ہے۔

۳۔ کتبِ لغت میں عام طور پر اعلام کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے مگر اس لغت میں ایسا نہیں ہے، جس کی بدولت اس لغت کی افادیت میں اضافہ ہو گیا۔

کپتان ٹامس روبک

۱۸۰۱ء کے اوائل میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے ملازم ہو کر ہندوستان آیا۔ روبک گل کرسٹ کے معاونین میں سے تھا۔ پہلے فوج میں لیفٹیننٹ اور پھر کپتان کے عہدے پر فائز ہوا۔ اس کو اردو زبان اور اس کے ادب سے خاص شغف تھا۔ ڈاکٹر آغا افتخار حسین کے مطابق روبک ۱۸۰۵ء میں خرابی صحت کی بنا پر واپس انگلستان چلا گیا تھا وہاں جان گل کرسٹ کے ساتھ انگریزی ہندوستانی لغت کی تدوین میں مصروف رہا۔ ۱۸۱۰ء میں واپسی پر اسمائے بحر کے متعلق لغت جہاز رانی ۱۸۱۱ء میں شائع کی۔ اس میں بحریہ اور جہاز رانی کی تمام اصطلاحیں اور الفاظ انگریزی اردو میں جمع کیے گئے ہیں۔ یہ لغت رومن رسم الخط میں لکھی گئی۔ ڈاکٹر عطش درانی کے بقول اس کا ایک نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہے۔

ڈنکن فوربز

ڈنکن فوربز اور ڈاکٹر فیلن اُن انگریزوں میں بہت ممتاز ہیں جنھوں نے اردو لغت نویسی میں قابلِ قدر کام انجام دیا۔ ۱۸۴۶ء میں انہوں نے ہندوستانی قواعد پر کتاب شائع کی جس میں اردو سے انگریزی لغت بھی شامل ہے۔ پروفیسر ایس کے حسینی کے بقول اس لغت میں عام بول چال کے الفاظ بھی شامل ہیں جو یقیناً ایک صحت مند اقدام تھا۔ اس میں دکنی الفاظ کا کافی ذخیرہ بھی ملتا ہے۔ اس نے لفظ کے معنی لکھتے وقت ادیبوں اور شاعروں کے اشعار سے سند پیش نہیں کی۔ مقتدرہ قومی زبان سے شائع ہونے والے سلسلے "کتبِ لغت کا تحقیقی ولسانی جائزہ" کی جلد ہفتم میں وارث سرہندی نے اس لغت کا جائزہ لیا ہے۔ انہوں نے اس لغت کے صرف پہلے حصے (اردو، انگریزی) کا جائزہ لیا ہے۔

ولیم ییٹس

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

۱۷۹۲ء میں انگلستان میں پیدا ہوا۔ وہ تبلیغی کام کے سلسلے میں ۱۸۱۵ءیں برصغیر آیا اور طویل عرصہ بنگال میں گزارا۔ برصغیر قیام کے دوران اس نے سنسکرت، بنگالی، ہندی اور اردو زبانیں سیکھیں۔ اس نے سکول کے بچوں کو پڑھانے کے لیے The Pleasing Instructor کا اردو ترجمہ کیا جو کلکتہ سکول بک سوسائٹی نے ۱۸۳۸ء میں شائع کیا۔ اس کی دو اہم تصانیف یہ ہیں :

1: Introduction to Hindustani , Calcutta Baptist Mission press, 1827

2: Hindustani English Dictionary, Calcutta Baptist Mission press, 1847

ڈاکٹر درانی لکھتے ہیں کہ پیش لفظ میں مصنف لکھتا ہے کہ اس نے سنسکرت آمیز الفاظ کو شامل نہیں کیا مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ لغت صرف ٹیٹھ سنسکرت الفاظ سے پاک ہے۔

کرنل سر ہنری یول

سر ہنری یول اور اُن کی لغت ہابسن جابسن کے بارے میں "یورپ میں اردو" میں ایک تفصیلی اور محققانہ مضمون آغا افتخار حسین کا ہے، ذیل کا استفادہ اسی مضمون سے ہے:

کرنل سر ہنری یول کی "ہابسن جابسن "اشتقاق کے نقطۂ نظر سے غالباً اپنی طرز کی پہلی کتاب ہے۔ الفاظ کے ماخذ اور معانی کے ارتقا پر جس انداز سے اس کتاب میں مواد جمع کیا گیا ہے اس کی مثال اردو زبان میں مشکل ہی سے ملے گی۔ اس فرہنگ میں اردو (یا ہندی) وغیرہ کے وہ الفاظ شامل ہیں جو انگریزوں اور دوسری مغربی قوموں کے ہندوستان کے ساتھ تجارتی اور سیاسی روابط کی وجہ سے بعض مغربی زبانوں میں داخل ہوگئے ہیں یا مغربی زبانوں اور اردو (یا ہندی) زبانوں میں آگئے ہیں۔ ۸۷۰ صفحات کی اس فرہنگ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں مصنفین نے نہ صرف ان الفاظ کے اشتقاق پر اظہار رائے کیا ہے بلکہ سند کے طور پر مغربی اور مشرقی زبانوں کی تحریروں کے حوالے دیے ہیں اور ان کے ساتھ جو تاریخیں دی گئی ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس تحقیق کے لیے مصنفین نے متعدد زبانوں مثلاً انگریزی، فرانسیسی، پرتگیزی، ولندیزی، یونانی، عربی ،فارسی، سنسکرت وغیرہ کی کوئی دو ہزار سال کی تحریروں سے استفادہ کیا ہے۔

یول لکھتا ہے کہ فرہنگ میں انتظامیہ سے متعلق اچھی تعداد میں الفاظ موجود ہیں۔ اسی طرح بہت سے ایسے الفاظ ہیں جو نباتات اور حیوانات سے متعلق ہیں اور یہ الفاظ ہندوستان سے مغربی زبانوں میں آگئے ہیں۔ یول نے ان مغربی ماہرین کا ذکر کیا ہے جنھوں نے ان ہندوستانی الفاظ کو سائنسی کتابوں میں استعمال کیا ہے۔ یول نے ایسے الفاظ کی مثالیں بھی دی ہیں جو ہندوستان سے یونان اور روما اور ان تہذیبوں سے متاثر علاقوں میں مروج ہوگئے اور اس طرح ہندوستان کے تہذیبی اثرات یورپ میں دور تک محسوس کیے جاسکتے ہیں۔

عرب فاتحین اور تجار بہت سے الفاظ باہر سے ہندوستان میں لائے لیکن اسی کے ساتھ بہت سے ہندوستانی الفاظ ایسے ہیں جو عربوں کے بعد کے مغربی فاتحین کو تہذیبی ورثے کے طور پر ملے۔ ایسے الفاظ جو بحیرۂ روم کے ساحلی علاقوں اور متصل ممالک میں مروج ہیں مثلاً: 'بازار'، 'قاضی'، 'حمال'، 'دیوان' وغیرہ۔

سولھویں صدی میں جب پرتگیز ہندوستان کے جنوبی ساحل کے مختلف حصوں پر قابض ہوئے تو ان کی نو آبادیوں کے نتیجے میں ایک ایسی زبان پیدا ہوئی جس میں پرتگیزی اور جنوبی ہند کی زبانوں کی آمیزش تھی۔ یہ زبان عرصے تک ان علاقوں میں آسانی سے سمجھی جاتی تھی اور دیگر مغربی فاتحین نے بھی اس زبان وک جنوبی ہندوستان میں استعمال کیا۔ اس زبان کے پیدا ہونے سے بھی کئی الفاظ ہندوستان سے مغرب کو بر آمد ہوئے۔ یول نے ان الفاظ کی جو مثالیں دی ہیں، ان میں Palanquin, Curry, Mango, Typhon, Monsoon, شامل ہیں۔ یول نے فرہنگ میں ان الفاظ کو ہندوستانی (فارسی، عربی، جنوبی ہندو کی زبانیں وغیرہ) سے مشتق ثابت کیا ہے۔ اسی طرح اس نے ان الفاظ کی مثالیں بھی دی ہیں جو پرتگیزی زبان سے اردو ہندوستانی میں آئے مثلاً بالٹی، تولیہ، صابن، نیلام وغیرہ۔

مقدمے کے بعد کتاب میں بائیس فرہنگوں کی ایک فہرست دی گئی ہے جن میں عام لغات بھی شامل ہیں اور خصوصی استعمال اور فنی اصطلاحات کی فرہنگیں بھی۔

فرہنگوں کی فہرست کے بعد ہند، پرتگیزی زبان کے بارے میں ایک نوٹ ہے جس میں اس کے قواعد اور صوتیات کے بارے میں اظہار خیال کیا گیا ہے۔ اس کے بعد ان کتابوں کی فہرست ہے جن کے حوالے فرہنگ کے متن میں دیے گئے ہیں۔ ان کتابوں کی تعداد سات سو دس (۷۱۰) ہے۔ ان میں انگریزی، فارسی، عربی، سنسکرت،

JAHAN E TAHQEEQ جہانِ تحقیق
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

فرانسیسی، جرمن، پرتگیزی، ولندیزی اور متعدد دیگر زبانوں کی کتابیں اور رسائل شامل ہیں۔ اس فہرست کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ ہندوستان اور اس کی زبان کے بارے میں دنیا کی اتنی زبانوں میں مواد موجود ہے۔

لغت کا نام ہابسن جابسن (یا حسن یا حسین) رکھنے کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ یول کو حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین سے عقیدت ہو گئی ہو کیونکہ یول کے والد نے بھی حضرت علی پر کام کیا تھا۔(6)

ڈاکٹر فیلن

فیلن نے New Hindustani English Dictionary ۱۸۷۲ء میں تیار کیا۔ تاریخی لحاظ سے یہ لغت نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ اس میں چند ایسی خوبیاں ہیں جو اس سے پہلے والی لغات میں نہیں تھیں۔ اس لغت نے آنے والی لغات پر بہت اثر ڈالا۔ اس کے ذخیرۂ الفاظ کی تعداد معقول ہے اور الفاظ زندگی کے مختلف مختلف طبقات سے لیے گئے ہیں نیز عورتوں کی بول چال کے الفاظ بھی شامل ہیں۔ الفاظ کے معنی بیان کرنے میں بہت احتیاط سے کام لیا گیا ہے۔ اس ضمن میں ڈاکٹر ایس کے حسینی لغت سے ایک مثال پیش کرتے ہیں:

"ابا۔۔ (m) (n) Abba ابو (z) اَب۔ بابا (Z+H)(Bap (Old p.)

= [(n) اسم (n) = مذکر (Z) ژند (old P) = فارسی قدیم (h) ہندی]

Papa- Father- Baba- Bapu- Bava (H)

آبرو آب Brightress رو۔ face ۔ عزت، کردار، مؤقف

آبرو جگ میں تو جان جائے پشم ہے

آبرو دنیا میں یارو موتی کی سی آب ہے

یہی ہمارے گھر کی آبرو ہے۔ آبرو اتارنا، آبرو بگاڑنا، یا بگاڑ لینا، آبرو خاک میں ملانا، آبرو پیدا کرنا، آبرو پانا، آبرو دینا، آبرو رکھنا، آبرو کا لاگو ہونا، آبرو کے پیچھے پڑنا، آبرو میں بٹا لگنا، آبرو وہیں فرق آنا۔ اس طرح وہ لفظ کے ماخذ، لفظ کے مرکبات، لفظ سے متعلق محاورات وغیرہ قلم بند کرتا ہے، لفظ کے استعمال کے متعلق بھی اشعار اور جملوں سے سند پیش کرتا ہے اور لفظ کی گرامر بھی اس لغت میں ملتی ہے۔"(7)

ڈبلیو ایس فیلن نے لغت کے دیباچے میں لکھا ہے۔

"The chief features of the present work are the prominence given to the spoken and rustic mother-tongue of the Hindi speaking people of India; the exhibition, for the first time, of the pure, unadulterated language of women; and the illustrations given of the use of words by means of examples selected from the everyday speech of the people, and from their poetry, songs, and proverbs, and other folklore" (8)

مولوی عبد الحق لغت کبیر کے دیباچے میں لکھتے ہیں کہ ان تمام لغات پر فیلن اور پلیٹس کی لغات بازی لے گئی ہیں۔ الفاظ اور محاورات کے استعمال کی سند کے ضمن میں فیلن نے لوگ گیتوں، ضرب الامثال اور محاورات اور اشعار نقل کیے ہیں۔ تاہم اس نے ادبی الفاظ کی طرف سے بے اعتنائی دکھائی ہے اور یہی وجہ ہے کہ عربی فارسی لفظ جو اردو زبان و ادب میں عام طور پر مروج ہیں، بہت کم پائے جاتے ہیں۔ ادبی الفاظ خاص اہمیت رکھتے ہیں اور کوئی لغت ان سے بے نیاز نہیں ہو سکتی۔

فیلن اپنے دیباچہ میں لکھتا ہے کہ اس نے اس بات کا بغور مشاہدہ کیا کہ اردو زبان مختلف صوبوں میں یا ایک ہی صوبے کے مختلف حصوں میں فرق فرق سے بولی جاتی ہے۔ کہیں تلفظ کا فرق ہے تو کہیں تلفظ اور معانی دونوں کا۔ فیلن نے ان پڑھ لوگوں کی زبان کو زیادہ صحیح یا حقیقت کے قریب قرار دیا ہے۔ لکھتا ہے۔

"Indeed the rustic language must needs be the more true to nature, and therefore, more vivid and expressive, because it is the expression of what an unlettered people have repeatedly themselves seen and felt." (9)

اس طرح تقریباً ہر لفظ کے آٹھ آٹھ دس دس معانی بیان کیے ہیں۔ ہر لفظ کا مطلب بیان کرنے کے ساتھ ان سے متعلقہ محاوروں یا اشعار کو بھی درج کیا ہے۔

پلیٹس

جان ٹی پلیٹس کی "A Dictionary of Urdu, Classical Hindi and English" ۱۸۸۴ء میں شائع ہوئی۔ اسے سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، نے بھی ۱۹۸۳ء میں شائع کیا۔ پلیٹس نے شیکسپیئر کی لغت سے استفادہ کیا ہے۔ اس میں فیلن کی لغت کی اکثر خوبیاں مثلاً الفاظ کا انتخاب، معانی اور گرامر پر توجہ، وغیرہ مل جاتی ہیں۔ اس لغت میں اردو الفاظ فارسی، ناگری اور رومن رسم الخط میں ہیں۔ کئی الفاظ کا بھی ذخیرہ ملتا ہے اور اس کو آج بھی کارآمد سمجھا جاتا ہے۔ مقتدرہ قومی زبان کا سلسلہ "کتبِ لغت کا تحقیقی و لسانی جائزہ" جلد اول کے تحت جابر علی سیّد نے اس لغت کا جائزہ لیا ہے۔ ذیل میں اسی جائزے کا ابتدائی حصہ تدوین کے بعد پیش کیا جارہا ہے:

پلیٹس کی لغات فیلن کی کتاب کے مقابلے میں بہت زیادہ ضخیم اور وسیع ہے۔ اس نے اردو کے ساتھ ٹھیٹھ ہندی کے لفظ بھی لکھے ہیں اس کے علاوہ فارسی، عربی سنسکرت کے الفاظ کا بھی بہت کافی ذخیرہ ہے جن میں سے اکثر اردو زبان میں مروج ہیں۔ الفاظ کے معنوں میں زیادہ تفصیل اور وسعت پائی جاتی ہے اور اکثر الفاظ کے مآخذ اور اصل کا بھی اشارہ کیا ہے لیکن معنی اور استعمال کے لیے سند نہیں دی۔ پلیٹس نے فارسی عربی الفاظ کو ناگری رسم الخط میں نہیں لکھا بلکہ صرف ہندی سنسکرت اور پراکرت الفاظ کو ناگری میں درج کیا ہے فارسی عربی الفاظ کو البتہ رومن حروف میں لکھا ہے لیکن ہندی الفاظ کو رومن اور ناگری دونوں رسم الخطوں میں درج کیا ہے اور یہ اضافی خوبی ہے۔۔۔(10)

جارج ابراہیم گریرسن (George Abraham Grierson)

اگرچہ گریرسن لغت نویس نہیں تھا لیکن اس کی اہمیت کے پیش نظر اس کا ذکر کیا جارہا ہے۔ اُسے ہندوستان کا سب سے بڑا ماہر لسانیات کہا جاسکتا ہے۔ اُس نے تنِ تنہا وہ کارنامہ سرانجام دیا جو شاید ادارے بھی نہ کر سکتے ہوں۔ قوعد اور لغت کی بہت سی کتابوں کا حوالہ صرف گریرسن سے ہی ملتا ہے۔ "Linguistic Survey of India" اُس کا ناقابلِ فراموش کارنامہ ہے۔ اس نے یہ کام ۱۸۹۸ء میں شروع کیا اور ۱۹۲۸ء میں مکمل کیا۔ اس کتاب میں ایک سو اُناسی (۱۷۹) زبانوں اور پانچ سو چوالیس (۵۴۴) بولیوں کی لسانیات اور خصوصیات پر مفصل بحث کی ہے۔

گریرسن ۱۸۵۱ء میں پیدا ہوا۔ وہ انڈین سول سروس کا رکن تھا اور ۱۸۷۳ء سے ۱۸۹۸ء تک بنگال پریزیڈنسی میں مختلف عہدوں پر فائز رہا۔ ۱۸۹۴ء میں مستشرقین کی ایک عالمی کانگریس میں شرکت کی اور وہیں اس نے محسوس کیا کہ ہندوستان کی زبانوں کی فہرست ترتیب دینی چاہیے۔ ۱۸۹۸ء میں وہ حکومت کی طرف سے اس کام کے لیے مامور ہوا۔ اسے اس کام کے لیے ۲۰ کلرک بھی دیے گئے۔ لیکن ۱۹۰۳ء میں اس نے پینشن حاصل کی اور انگلستان چلا گیا اور بغیر حکومتی امداد کے اتنا بڑا کارنامہ سرانجام دیا۔ کئی یونیورسٹیوں نے گریرسن کو اس کام پر اعزازی ڈگریاں دیں۔ گریرسن کے نزدیک اردو یا ہندوستانی مرکزی گروہ میں شامل ہے اور اس میں اونچی ہندی، اردو، بانگڑہ، برج بھاشا، قنوجی جیسی بولیاں بھی شامل ہیں۔ ڈاکٹر درانی، گریرسن کے بارے میں لکھتے ہیں:

"ایک عام سننے والے کے نزدیک جھانسی اور گورکھپور کے کسانوں کی بولیوں اور لاہور اور امرتسر کی پنجابی میں کوئی فرق نہ ہو گا مگر گریرسن کی باریک بین نگاہوں نے اس فرق کو تلاش کر کے مختلف بولیوں اور زبانوں کے قواعد معلوم کیے۔ ان کا باہمی تعلق دریافت کیا اور تلفظ پوچھ پوچھ کر لکھا۔ حد یہ ہے کہ بعض ایسی بولیوں کا ذکر بھی کر دیا جسے صرف گنتی کے چند افراد بولتے تھے۔ اس نے ہر بولی اور زبان کے ریکارڈ تیار کیے اور نقشے اور جدولیں شامل کیں۔"(11)

اس کا انتقال ۱۹۴۱ء میں ہوا۔

مندرجہ بالا لغت نگاروں کے علاوہ بھی بہت سے اہم نام ہیں جنھوں نے اپنے اپنے لحاظ سے اس شعبے کو ثروت مند بنایا ہے، مثلاً

ڈاکٹر فرانسس بال فور، مسٹر جے فرگسن، اویرس ایبل، کار میکال سمتھ، اے سی ڈیروزیاریو، جے ٹی تھامپسن، ایم ٹی آدم، ژاں تولور، ایڈلف پانز، ہنری ایم، ایلیٹ، ناتھے براِئس ، ہنری گرانٹ، جے ایچ سٹاک کیلولر، سی کے اوگڈن، ھازل گروو، آنون، برتراں، کپتان بوراڈیل، ایچ انڈرس، پاؤلوماریاھارمن، فرینکو دیونکل، بلوم ہارٹ، جے ڈبلیو فریل، ایچ بلوک مین، کپتان جوزف ٹیلر، ڈی ایف ایکس ڈائس، ریورنڈ ہوپر، ڈبلیو کی گن، کیپٹن رابرٹ شیڈون ڈوبی، ریورنڈ کریون، ریورنڈ ایونگ، کرنل فلپس، ڈبلیو۔ ایل۔ تھابرن ، پولاک، چپ مین جی۔ این۔ رینکنگ، وغیرہ

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

حوالہ جات

(1)چغتائی، محمد اکرام، "Fallan's English-Urdu Dictionary"، اردو سائنس بورڈ، لاہور، ۱۹۸۲ئ، ص i

(2)افتخار حسین، آغا، "یورپ میں تحقیقی مطالعے"، مجلسِ ترقی ادب، لاہور، 1997، ص 13-15

(3)ڈاکٹر عطش درانی، "اُردو زبان اور یورپی اہلِ قلم"، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۸۷، ص ۲۳

(4)صدیقی، محمد عتیق، "گل کرسٹ اور اس کا عہد"، انجمن ترقی اردو بیورو، دہلی، 2000، ص 55-56

(5)ڈاکٹر مسعود ہاشمی، "اُردو لغت نویسی کا تنقیدی جائزہ"، ترقی اردو بیورو، دہلی، ۲۰۰۰ئ، ص ۵۶۔۵۵

(6)افتخار حسین، آغا، "یورپ میں اُردو"، مرکزی اُردو بورڈ لاہور، ۱۹۶۸ء ص ۶۴۔۵۰

(7)پروفیسر ایس کے حسینی، "اُردو لغت نویسی اور اہلِ انگلستان"، مشمولا سہ ماہی افکار، برطانیہ میں اُردو نمبر، شمارہ ۱۳۳، اپریل ۱۹۸۱ئ، ص ۱۶۲۔۱۶۱

Fallon, S.W, New Hindustani-English Dictionary, Lazarus And Co. Banaras, 1879, p.i(8)

(9) ibid. p. xix

(10)جابر علی سیّد، "کتبِ لغت کا تحقیقی ولِسانی جائزہ"، (جِلد اول)، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۴ء ص ۲۱۔۱۳

(11)ڈاکٹر عطش درانی، "اُردو زبان اور یورپی اہلِ قلم"، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۸۷ء ص ۷۵

Roman

1 (Chaghatai, Muhammad Ikram, "Fallan's English-Urdu Dictionary", Urdu Science Board, Lahore, 1982, p.

(2)Iftikhar Hussain, Agha, "Research Studies in Europe", Majlis-e-Traqi Adab, Lahore, 1997, pp. 13-15

(3)Dr. Attish Durrani, "Urdu Language and European Writers", Sang-e-Mail Publications, Lahore, 1987, p. 23

(4)Siddiqui, Mohammad Atiq, "Gul Christ and its Era", Anjuman Tragqi Urdu Bureau, Delhi, 2000, pp. 55-56

(5)Dr. Masood Hashmi, "Critical review of Urdu lexicography", Development Urdu Bureau, Delhi, 2000, pp. 56-55.

(6)Iftikhar Hussain, Agha, "Urdu in Europe", Central Urdu Board, Lahore, 1968, pp. 64-50.

(7)Prof. SK Hussaini, "Urdu Dictionary and the People of England", including Quarterly Thoughts, Urdu in Britain, No. 133, April 1981, p. 162. 161

(8) Fallon, S.W., New Hindustani-English Dictionary, Lazarus And Co. Banaras, 1879, p.i

(9)ibid. p. xix

(10)Jaber Ali Syed, "Research and Linguistic Review of Books of Dictionary", (Volume 1), Muqtadara Qaumi Language, Islamabad, 1984p. 13-21

(11)Dr. Atsh Durrani, "Urdu Language and European Writers", Sang-e-Mail Publications, Lahore, 1987p. 75